جاپان میں اکثر ملازمین دفتروں میں سوجاتے ہیں

کام کی کثرت کا نتیجہ خودکشی آبادی کا خاتمہ

جاپان: صنعتی کارکنان گھر نہیں جاسکتے

ٹوکیو میں نکلنے والا نیا سورج تیروماسالوشیدا کے لیے ایک نئے اذیت ناک دن کا آغاز ہوتا ہے جو کہ ایک شادی شدہ شخص اور دو بچوں کا باپ ہے اسے اپنی رات گھر کے آرام دہ بستر کے بجائے کمپنی کے مہیا کردہ کمرے میں گزارنی ہوتی ہے تاکہ وہ صبح سویرے کام پر حاضر ہوجائے گھر آنے جانے کی زحمت سے بچ جائے اور کرایے کی گراں باری سے بھی محفوظ رہے۔ یہ پیش کش اسے خوش دلی سے گوارا ہے۔ یہ کہانی کسی ایک جاپانی کارکن کی کہانی نہیں ہے لاکھوں کارکنوں کی کہانی ہے جو رات ہوتے ہی اپنی کرسیوں یا کمروں میں سوجاتے ہیں، صبح اٹھتے ہی کام پر آجاتے ہیں اور مہینوں اپنے گھر والوں کے دیدار سے محروم رہتے ہیں۔ بے شمار کارکن صبح پانچ بجے اٹھ جاتے ہیں اور اگلی صبح کے دو بجے تک ان کا کام ختم نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ وہ گھر نہیں جانا چاہتے بلکہ وہ گھر جا ہی نہیں سکتے۔

جاپانی کام کا نشہ Work aholic اتر رہا ہے:

دوسری جنگ عظیم کے بعد جاپانیوں کے کام کرنے کے نشے workaholic کی جس اخلاقیات نے قوم کو اس کی روایتی کام چوری کی عادت سے نکال کر ترقی کے راستے پر گامزن کردیا تھا آج وہی عادت ان کی نسل، تہذیب، وطن، قومیت، کارکردگی، افزائش آبادی، حب الوطنی، صحت کی تباہی و بربادی کا پیغام بن گئی ہے۔

کام کی زیادتی: نسل فنا ہورہی ہے

وزارت صحت کے اندازے کے مطابق جاپان میں شرح پیدائش اس سال ۱.۲۸ فی جوڑے سے کم ہو کر ۱.۲۶ فی جوڑا یا اس سے بھی کم ہوجائے گی ایک جاپانی اخبار Yomiuri Shimbuy کے مطابق اگر یہی رجحان جاری رہا تو جاپان کے کارکنوں کی تعداد اس قدر کم ہوجائے گی کہ یہ اپنی بوڑھی ہوتی آبادی کو سہارا دینے کے

قابل نہیں رہے گی ٹیکس کی سطح کم ہو جائے گی اور پنشن کا نظام شدید تناؤ کی زد میں آجائے گا جاپانی آبادی کی گرتی ہوئی تعداد کی وجہ غلاموں جیسا سلوک کرنے والے مالکان کا رویہ ہے جن کے نزدیک وفاداری کا پیمانہ ان گھنٹوں کی تعداد سے منسلک ہے جو ایک ملازم میز پر بیٹھ کر گذارتا ہے۔

جاپانی لوگ زندگی دفتر کی میز پر بسر کر دیتے ہیں:

حکومت کے اعداد وشمار کے مطابق سال کی ۱۸ استحقاقی تعطیلات میں سے جاپانی ملازمین نصف چھٹیاں حاصل کرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ کام سے بوجھل ملازمین کی صورت میں نکلتا ہے جن کی اکثر تعداد مردوں پر مشتمل ہوتی ہے یہ سارا وقت دفتر کی میز پر بیٹھ کر گذار دیتے ہیں بلکہ ساری زندگی کم آمدنی، اعلیٰ معیار زندگی انھیں سر اٹھانے کا موقع نہیں دیتی، پورا وقت دولت کمانے میں گزر جاتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ وقت بھی جو انھیں اپنے گھروں پر اپنے خاندان کی دیکھ بھال یا خاندان شروع کرنے کے لیے گذارنا چاہیے۔

"The health ministry estimates that the birthrate will drop this year from 1.28 to 1.26 per couple or even lower, said the Yomiuri Shimbun news paper If the trend continues, Japan's workforce will become too small to support its greying population, the tax base will shrink and the pensions system will come under increasing strain. And the fault for destroying Japanese families, experts say, lies partly with slave-driving bosses for whom loyalty is measured in hours spent behind a desk".

مرد گھر سے باہر رہتے ہیں: آبادی کا زوال

کام کی زیادتی کو نوجوان جاپانیوں میں بچے نہ پیدا کرنے کے رجحان کا اہم سبب قرار دیا جاتا ہے حکومت کے مطابق گذشتہ ماہ جاپان کی آبادی میں ۱۹۰۰۰ کی کمی ہوئی جو کہ ۱۹۴۵ کے بعد ہونے والی سب سے بڑی کمی ہے اسی کی وجہ سے کونیکو انوگوچی جنھیں شرح پیدائش میں اضافے کی کوششوں کی ذمہ داری دی گئی ہے، نے کمپنیوں سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ مردوں کو گھر پر وقت گذارنے کے لیے زیادہ سے زیادہ سہولتیں دیں تاکہ وہ بچے کی پیدائش کے بعد خواتین کی گھر کے کاموں میں مدد کر سکیں۔ محترمہ انوگوچی کا کہنا ہے کہ اس ضمن میں آنے والے پانچ سال اہم ترین ہیں۔ ہمارے پاس دوسرے بچے میں اضافے والے وہ لوگ ہیں جو اگلے پانچ سالوں میں بھی تیس کی دہائی میں رہیں گے لہٰذا اس مقصد کے لیے میں گھڑی کی سوئیوں کے ساتھ مصروف عمل ہوں۔

"Overwork is one of the most commonly cited reasons why young Japanese couples shy away from having children Last month the government said that Japan's population had shrunk by 19,000 the first decline since 1945. This has prompted Kuniko Inoguchi, the minister charged with boosting the birthrate, to insist that companies must allow men to spend more time at home and help women return to work after giving birth. "The next five years are

crucial," Ms Inoguchi said in an interview "We have the second baby boomers who will remain in their 30s for only another five years, so I am up against the clock".

جاپانی کارکن خاندانی ذمہ داریاں پوری کریں:

سالوں سے جاری تجارتی روایت کو گذشتہ سال ایک بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑا جب جاپانی وزارت صحت و بہبود نے تجارتی اداروں سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ایک ایسے قانون کے نفاذ پر غور کر رہی ہے جس کے تحت تجارتی اداروں کو پابند کیا جائے گا کہ وہ اپنے ملازمین کو تمام مکسوبہ رخصت حاصل کرنے پر پابند کرے ان کا کہنا ہے کہ ہم نے محسوس کیا ہے کہ لوگ تسلی بخش تعطیلات حاصل نہیں کرتے۔ ہمیں ان لوگوں کی حوصلہ شکنی کی ضرورت ہے جو بہت زیادہ کام کرنے کی وجہ سے اپنی خاندانی ذمہ داریوں اور کام میں توازن پیدا نہیں کرتے۔

"Yesterday, in the biggest challenge to corporate traditions for years, the health and welfare ministry said it was considering introducing a law compelling firms to tell workers to take all their paid holiday. "We felt that people are not taking enough leave," a ministry official told Reuters. "We need to discourage people from working too much so they can balance work with family".

جاپان میں کارکنوں کو اضافی کام کا معاوضہ نہیں ملتا:

یہ مسئلہ محض استحقاقی چھٹیوں کے حاصل نہ کرنے تک محدود نہیں ہے بلکہ اکثر ملازمین بغیر کسی اضافی تنخواہ کے کئی گھنٹے کا اوورٹائم کرتے ہیں۔ اس حوالے سے ۲۰۰۷ کے موسم گرما میں پارلیمنٹ میں بل پیش کرنے کی تجویز دگئی ہے جس کے تحت ملازمین کو اجازت دی جائے گی کہ وہ اپنے صرف کردہ اضافی گھنٹوں کو تعطیلات میں تبدیل کروالیں۔

اگرچہ بعض سفید پوش ملازمین کا کہنا ہے کہ رخصت لینا ہمیشہ سے زیادہ مشکل ہوتا جا رہا ہے کیوں کہ ملازمین کی تعداد میں کمی کی وجہ سے انھیں زیادہ کام کم وقت میں نمٹانا ہوتے ہیں ہمارے پاس بے تحاشہ چھٹیاں ہیں مگر ہم انھیں استعمال نہیں کر سکتے کیوں کہ ہمیں ہمیشہ اسٹاف کی قلت کا سامنا رہتا ہے۔

کام کرنے کے جنون (Workaholic) رجحان ان دنوں اپنی انتہائی شکل میں ہے افسران کا کہنا ہے کہ مکسوبہ رخصتوں کو حاصل کرنے کی شرح کم ہوتے ہوتے مارچ ۲۰۰۵ء کے سال میں ۴۶ فی صد تک ہوگئی ہے جو کہ ایک ریکارڈ ہے، معاشی تعاون و ترقی کی تنظیم کے مطابق جاپانی اپنے مقابل برطانویوں اور امریکیوں کے مقابلے میں زیادہ طویل اوقات کام کرتے ہیں۔

"Neglected holiday entitlement in not the only problem. Workers routinely put in long hours of overtime, often without extra pay. The proposed bill, which could be submitted to parliament in

2007, might also allow workers to convert their overtime hours into extra paid holiday.

Howerver, some white-collar employees saw taking a vacation has become harder than ever because of tight work schedules after companies cut down on staff to save on costs. "We have lots of holidays, but we just can't use them all because we are always short-staffed and constantly busy," an official at a Japanese oil company told Reuters.

The workaholic trend appears to have been getting worse in recent years. Officials say the proportion of people taking full paid leave fell to a record low of about 46% in the year up to March 2005. According to the Organisation of Economic Cooperation and Development, the Japanese work longer than their counterparts in Britain, the United States and Germany".

زیادہ کام: خودکشی میں اضافے کا سبب

زیادہ کام کرنے کی جاپانیوں کو بڑی قیمت ادا کرنی پڑ رہی ہے کیوں کہ پوری ترقی یافتہ دنیا میں جاپانیوں کی شرح خودکشی سب سے زیادہ ہے گذشتہ سال تیس ہزار جاپانیوں نے اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالا جبکہ اکثر اموات کی وجہ تجارتی دیوالیہ پن تھا اس کے علاوہ خودکشی کرنے والوں کی ایک بڑی تعداد ان افراد کی تھی جو طویل اوقات تک اپنے خاندانوں سے دور دفتر کی میز پر بیٹھنے کا دباؤ برداشت نہیں کر سکے۔

۱۹۹۰ کی گمشدہ دہائی نہ صرف بڑھتے ہوئے کاروباروں کے مراجعت کا دور تھا بلکہ صحت مند جاپانی نوجوانوں کی بے وقت موت کا بھی دور تھا جو کام کی زیادتی کی وجہ سے اپنی زندگیوں کو ختم کر بیٹھے اور ان کی بیوائیں اپنے شوہروں کی موت کے ذمہ دار تجارتی اداروں کے خلاف عدالتوں میں مقدمے دائر کر رہی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ کارپوریٹ کلچر ہمارے شوہر کی موت کا ذمہ دار ہے لہٰذا ہرجانہ ادا کیا جائے۔

Overwork comes at a high price Japan has one of the highest suicide rates in the developed world. Last year, more than 30,000 people killed themselves. While many deaths were blamed on corporate bankruptcy, a large number of victims were those who could not handle the stress of long hours tied to the desk, away from their families. The "lost decade" of the recession-hit 1990s claimed not only business scalps, but also the lives of otherwise healthy men who keeled over prematurely in their prime through sheer overwork, prompting a spate of lawsuits by their widows against their husbands' corporate murderers". [D-20.Jan., 2006]

ساحل فروری ۲۰۰۶ء